پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر *

اکیسویں صدی کے تقاضے اور پاکستان

اکیسویں صدی کا سب سے بڑا چیلنج معاشی چیلنج ہے وہی قومیں اور وہی ملک ترقی کی راہ پر گامزن رہیں گے جو معاشی لحاظ سے مستحکم ہوں جن کی حیثیت ان کے اپنے ہاتھوں میں ہو۔ وہ کاسۂ گدائی لے کر آئی ایم ایف ایسے دیگر اداروں کے دست نگر نہ ہوں بلکہ وہ کسی سے مانگنے کی بجائے دینے کی صلاحیت سے مالا مال ہوں۔ معاشی برتری قوموں کو بہت سی غلامیوں سے نجات عطا کرتی ہے۔ اس اصول کو اسلام نے چودہ صدیاں پیشتر ہی واضح کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

الید العلیا خیر من الید السفلیٰ۔ "اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔"
نیچے والا ہاتھ بھیک مانگنے یا قرض لے وہ نیچے ہی ہوتا ہے۔

برتری اور تفوق ہمیشہ اوپر والے ہاتھ ہی کو حاصل رہتی ہے۔ قرض ایک ایسی لعنت ہے جو قوموں سے سوچ اور فکر کی آزادی بھی سلب کر لیتی ہے ان کے ذہنوں پر پہرے بیٹھ جاتے ہیں۔ مقروض قوموں کے فیصلے قرض دینے والی قوموں کے ہاتھ میں ہوا کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ مقروض کا جنازہ پڑھانے سے اجتناب برتتے اور قرض کو انتہائی مذموم قرار دیتے۔

پاکستانی قوم کے لئے بھی اکیسویں صدی کا سب سے بڑا چیلنج معاشی ہی ہے۔

اس وقت پاکستان غیر ملکی قرضوں کے بوجھ تلے دب چکا ہے نہ صرف دب چکا ہے بلکہ اس کی ریڑھ کی ہڈی اس بوجھ سے خمیدہ ہو کر ٹوٹنے کے قریب ہے۔ اکیسویں صدی کے اس معاشی چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے سب سے پہلے ہمیں اپنے وسائل کا جائزہ لینا ضروری ہے اور پھر اپنے مسائل کی نشاندہی کر کے۔ اپنے وسائل اور مسائل میں توازن پیدا کرنا چاہیے اسی توازن کو مدنظر رکھ کر مستقبل کی معاشی منصوبہ بندی ہمارے لئے نجات و کامرانی کی راہ متعین کرنے میں ممد و مددگار ثابت ہوگی۔ ہم پہلے پاکستان کے وسائل پر نظر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔

محل وقوع:

قدرتی وسائل میں پاکستان کا محل وقوع اپنی جگہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ پاکستان جغرافیائی لحاظ سے ایک ایسے

* مدیر ماہنامہ "التجوید" فیصل آباد

علاقے میں واقع ہے جو کہ سیاسی اقتصادی اور فوجی لحاظ سے بہت اہم ہے پاکستان کے پڑوس میں چین اور روس جیسی دو بڑی حریف طاقتیں موجود ہیں جن کی وجہ سے عالمی سیاست میں ہمیشہ سے اس علاقے کی بہت اہمیت رہی ہے مغربی ممالک کی صنعتی ترقی کا انحصار خاصی حد تک خلیجی ممالک کے تیل پر ہے جو بحیرہ عرب اور بحر ہند سے گزر کر دیگر ممالک تک پہنچتا ہے۔ کراچی بحیرہ عرب کی بندرگاہ ہے اس لئے پاکستان کی خارجہ حکمت عملی تیل کی آمدورفت پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ مزید برآں پاکستان نے ہمیشہ مشرق وسطی اور خلیج کے مسلم ممالک سے قریبی روابط استوار رکھے ۱۹۹۰ء سے علاقائی تنظیم برائے تعاون (ECO) کی وسعت اور وسطی ایشیاء کی نو آزاد شدہ ریاستوں کی شمولیت سے پاکستان کی جغرافیائی اہمیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ پاکستان کی اس جغرافیائی اہمیت کے پیش نظر سرد جنگ کے دوران متعدد بار اس کو اہل مغرب اور امریکہ کی طرف سے دفاعی فنی اور مالی امداد حاصل ہوئی۔ ۱۹۷۹ء میں جب روس نے افغانستان میں اپنی فوجیں اتاریں تو پاکستان روس کی مخالفت میں فرنٹ لائن پر تھا۔ امریکہ کو روس کی بڑھتی ہوئی طاقت پر تشویش تھی لیکن وہ براہ راست مقابلے کی پوزیشن میں نہ تھا۔ اس لئے اس نے پاکستان ہی کے توسط سے مقابلہ کیا اور ۱۹۸۱ء میں پاکستان کی 3.2 بلین ڈالر کی مالی اور فوجی امداد فراہم کی[1] پاکستان کی اسی جغرافیائی اہمیت کے پیش نظر اس دور کے صدر شہید جنرل ضیأ الحق نے امریکہ کے صدر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہاں تک کہہ دیا کہ صدر صاحب یہ مونگ پھلی اپنے پاس رکھیئے۔

افرادی قوت:

پاکستان کے وسائل میں افرادی قوت بہت بڑا سرمایہ ہے۔ ماہرین معاشیات اس بات پر متفق ہیں کہ پیداوار عمل میں افرادی قوت کلیدی حیثیت رکھتی ہے اگر افرادی قوت موجود نہ ہو تو بہترین وسائل کے باوجود پیداواری قوت سے فائدہ حاصل نہیں ہو پاتا۔ اکنامک سروے کے مطابق ہمارے ملک کی آبادی یکم جنوری ۱۹۹۷ء میں 135.28 ملین نفوس پر مشتمل تھی۔ اور اسمیں لیبر فورس 37.15 ملین تھی اور ملک میں خواندگی کا تناسب 38.9 فیصد تھا۔[2]

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مغرب مسلمانوں کی افرادی قوت سے بہت زیادہ خائف ہے اسی لئے وہ زر کثیر خرچ کر کے مسلمانوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش میں مصروف ہے کہ وہ اپنی آبادی میں کمی کریں۔ وہ یہ باور کرانے میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہا ہے کہ ان کی معاشی ترقی اور خوشحالی میں سب سے بڑی رکاوٹ آبادی میں اضافہ ہی ہے۔ اگر مسلمان اپنی آبادی کو کم کریں گے۔ تو ان کی بھوک ننگ ختم ہو جائے گی۔ پاکستان کے کم علم دانشوران کی ہاں میں ہاں ملاتے ہیں۔ انہوں نے ایسے پرکشش نعرے گھڑے۔ مثلاً کم بچے خوشحال گھرانا...... ہم دو ہمارے دو ...... بچے دو ہی اچھے وغیرہ۔ جس سے مسلمانوں کا عام طبقہ متاثر ہو رہا ہے۔

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ اگر چابک دستان یورپ کو ہماری معاشی خوش حالی اتنی ہی عزیز ہے تو امریکہ ہمارے وہ اربوں ڈالر واپس کیوں نہیں کر دیتا جو طیاروں کی خرید کے سلسلے میں اس نے پچھلے پچیس برس سے دبا رکھیں

ہیں۔ اور اب وہ پاکستان کو اس بات پر مجبور کر رہا ہے کہ ان کے بدلے گندم لے لو۔ اگر یورپ والوں کو پاکستان کی معاشی خوش حالی اتنی ہی عزیز ہے۔ تو آئی ایم ایف ہمارے وہ قرضے کیوں معاف نہیں کر دیتا جن کا سود در سود اصل رقوم سے کہیں بڑھ چکا ہے۔

ہم خون کی قسطیں تو بہت دے چکے لیکن

اے ارض وطن قرض ادا کیوں نہیں ہوتا۔

حقیقت یہ ہے کہ یورپی برادری کو ہماری معاشی خوش حالی سے کچھ سروکار نہیں۔ وہ تو ہماری آبادی سے خائف ہے اسے معلوم ہے کہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے والا بچہ جذبہ جہاد لے کر پروان چڑھتا ہے اور بڑا ہو کر محمد بن قاسم، ٹیپو سلطان اور صلاح الدین ایوبی یا اسامہ بن لادن کی شکل میں اہل یورپ کے لئے پیام اجل بن جاتا ہے

اس وقت پاکستانی آبادی کا کثیر حصہ مشرق وسطی کے علاوہ یورپ کے بیشتر علاقوں میں آباد ہے جو اہل یورپ کے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ معیشت کی بنیاد پر آبادی کی کمی بیشی مسلمانوں کا مسئلہ نہیں۔ یہ مسئلہ غیر مسلم اقوام کے لئے مسئلہ ہے کیونکہ اعتقادی لحاظ سے مسلمان اللہ تعالیٰ کو اپنا رازق مانتے ہیں۔ معیشت کی بنیاد پر آبادی کی منصوبہ بندی کرنا، قرآنی فکر کی رو سے الٰہی اختیارات میں دخل اندازی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لاتقتلو اولادکم خشية املاق نحن نرزقكم و اياهم۔ اپنی اولاد کو معاشی بدحالی کے خوف سے قتل نہ کرو ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں۔ ان کو بھی دیں گے۔

اہل لغت جانتے ہیں کہ نرزق فعل مضارع کا صیغہ ہے جو حال اور مستقبل دونوں کے معنی دیتا ہے اس لحاظ سے اس کا معنی ہوگا کہ ہم تم کو تمہاری اولادوں کو رزق اب بھی دے رہے ہیں اور آئندہ بھی دیتے رہیں گے۔

اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو آبادی میں کمی بیشی کی فکر کرنا اور اس کے لئے منصوبہ بندیاں تلاش کرنا کبھی مسلمانوں کا مسئلہ نہیں رہا۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں مسلم اکابرین نے کبھی اس مسئلہ کو اپنی فکر کا موضوع نہیں بنایا۔

آبادی کے حوالے سے مسلمانوں کا اصل مسئلہ، تہذیب اور تعلیم ہے۔ تعلیم ہر مسلمان بچے کا بنیادی حق ہے۔ حکومت اور والدین دونوں اس بات کے پابند ہیں کہ وہ بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام و انصرام کریں تا کہ تہذیب کے زیور سے آراستہ بچے ملک و قوم کے لئے بہتر افراد بن کر سامنے آئیں اور معاشرہ جنت نظیر بن سکے۔

زرعی وسائل:

پاکستان بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے اس کی معیشت کا زیادہ تر دارومدار زراعت پر ہے ملکی جی ڈی پی کا 24.2 فیصد زراعت ہی سے حاصل ہوتا ہے (۳) زرعی شعبہ ملکی لیبر کے پچاس فیصد کو روزگار مہیا کرتا ہے ملکی زرمبادلہ میں ۵۷ فیصد اسی کا حصہ ہے (۴) پاکستان میں کل زیر کاشت رقبہ 21.55 ملین ہیکٹر ہے (۵) جبکہ بے شمار زمینیں جن میں خاص طور پر چولستان کا کثیر رقبہ شامل ہے۔ عدم توجہ کا شکار ہیں جن کو زیر کاشت لا کر سبز انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح

دریائے سندھ کے بالائی اور زیریں میدانوں کا شمار دنیا کا زرخیز ترین علاقوں میں ہوتا ہے۔ جہاں ہر قسم کی سبزیاں اور پھل اگائے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جانور ہمارے ملک کا ایک انتہائی اہم معاشی وسیلہ ہیں۔ اکنامک سروے کے مطابق سال 97-1996 میں ملک میں 207.7 بلین بھینسیں، 17.9 بلین گائیں، 47.6 بلین بکریاں اور 30.5 بلین بھیڑیں ہیں۔ ان سے تقریباً 20 ملین ٹن دودھ، 2 ملین ٹن گوشت، 119 ہزار ٹن چربی اور 4.5 ہزار ٹن کھالیں حاصل ہوتی ہیں۔ ملکی جی ڈی پی کا 8.3 فیصد اسی ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔

پاکستان میں جنگلات کا کل رقبہ 4.2 ملین ہیکٹر ہے جو کہ پورے ملک کے رقبے کا 4.8 فیصد ہے۔

آبی وسائل:

پاکستان میں بارش کی سالانہ مقدار 100 ملی میٹر سے لے کر 800 ملی میٹر تک ہوتی ہے۔ اس بارش کی تقریباً 60 فیصد مقدار مون سون موسم کے دوران ہوتی ہے کل زیر کاشت رقبہ کا 25 فیصد بارش کے پانی کا محتاج ہے۔

پاکستان کا آب پاشی نظام دنیا کے بہترین نظاموں میں شمار ہوتا ہے۔ دریائے سندھ اور اس کے معاون دریا ملکی آبی وسائل کا ایک اہم ذریعہ ہیں اور کل کاشت شدہ رقبے کے 75 فیصد کا انحصار آبپاشی پر ہے۔ انڈس بیس سسٹم جو کہ تین بڑے ڈیموں، کئی بیراجوں اور لنک نہروں پر مشتمل ہے۔ ہر سال اوسط 106 ملین ایکڑ فٹ پانی آبپاشی کیلئے مہیا کرتا ہے۔[۶] اسکے علاوہ زیرزمین پانی کی وافر مقدار اللہ کا ہمارے لئے عطیہ ہے۔ جو کہ 40 ملین ایکڑ رقبے پر محیط ہے[۷] ہر سال تقریباً 33 ملین ایکڑ فٹ زیرزمین پانی ٹیوب ویلوں کے ذریعے آب پاشی کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔[۸]

معدنی وسائل:

پاکستان کی زمین کو اللہ نے بے بہا معدنی وسائل سے مالا مال کیا ہے لیکن بعض فنی اور تکنیکی کمزوریوں اور مجبوریوں کے تحت ہم ان وسائل سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانے میں کامیاب نہیں رہے۔ اکنامک سروے کے مطابق 97-1996 تک ملک میں پائے جانے والے معدنی ذخائر کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کوئلہ	580 ملین ٹن	معدنی تیل	139 ملین بیرل
جپسم	350 ملین ٹن	لوہا	430 ملین ٹن
نمک	100 ملین ٹن	کاپر	412 ملین ٹن
سلفر	8 ملین ٹن	سنگ مرمر	بے شمار لاتعداد

یہ معلوم اور محصول ذخائر ہیں نا معلوم ذخائر کا اندازہ ممکن نہیں۔ اس میدان میں کوشش وتلاش کی رفتار بھی خاصی سست ہے۔[۹]

توانائی کے وسائل:

ملک میں توانائی کے اہم ذریعے تیل گیس، کوئلہ، پیٹرولیم گیس، بجلی (پن وتھرمل) اور نیوکلیائی قوت ہیں۔

اکنامک سروے کے مطابق ملک 1996 سے مارچ 1997 تک 16.10 ملین بیرل تیل پیدا ہوا جب کہ اسی عرصہ میں 522.768 مکعب فٹ گیس پیدا ہوئی۔ (۱۰)

پاکستان کی حد تک ملکی ترقی اور خوشحالی کیلئے مذکورہ بالا تمام وسائل کو پوری ایمانداری کے ساتھ مجتمع کرنے کی ضرورت ہے۔ تاکہ اللہ کی طرف سے عطا کردہ ان تمام وسائل سے پاکستان بھرپور فائدہ اٹھا سکے اور کوئی معمولی سے معمولی وسیلہ بھی ضائع ہونے نہ پائے۔

اسی تناظر میں اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ پورا عالم اسلام اپنے جملہ وسائل سے پوری طرح آگاہ ہو اور پھر اسلامی ممالک کی دولت مشترکہ ان تمام وسائل کو مجتمع کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ اور ان موجود وسائل سے مسلمان ممالک باہم برابری کی سطح پر فوائد حاصل کرنے کی راہیں تلاش کریں اور کوشش اس بات پر مرکوز کی جائے کہ مسلمان ممالک کے وسائل سے صرف اور صرف مسلمان ممالک ہی فائدے حاصل کر کے ترقی کی راہ پر گامزن ہوں۔ مسلمانوں کی ان وسائل سے اسلام دشمن قوتوں کو فائدہ اٹھانے کی مہلت نہ مل سکے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے مسلمان ممالک بالخصوص پاکستان کو اپنے انجینئر اور اپنے ماہر پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو یورپ کے ٹکسالی نہ ہوں بلکہ اندرونی اور بیرونی طور پر سچے مسلمان ہوں۔ اور ظاہر اور باطن کے لحاظ سے محب وطن اور خدمت اسلامی کا جذبہ رکھنے والے ہوں۔ پاکستان کو جو مادی وسائل اللہ تعالیٰ نے عطا کر رکھے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ وسائل جو معلوم ہیں لیکن ان سے خاطر فائدہ اٹھایا نہیں جا رہا دوسرے وہ وسائل جو موجود تو ہیں لیکن ان کا علم نہیں ان وسائل کو خفتہ وسائل معلوم اور خفتہ وسائل نامعلوم کا نام دے سکتے ہیں۔

پہلے درجے کے وسائل میں سب سے بڑا وسیلہ چولستان کا کثیر علاقہ ہے جو رقبہ کے لحاظ سے خاصا وسیع و عریض ہے لیکن اس علاقے اور اس رقبہ سے پورا فائدہ نہیں اٹھایا جا رہا۔ جبکہ اس پورے علاقے کو آباد کر کے پاکستان میں معاشی انقلاب برپا کیا جا سکتا ہے۔

دوسرے درجے مین بلوچستان کے وہ علاقے ہیں جہاں زیر زمین بہت سے خزائن مدفون ہیں۔ جن کو تلاش کر کے اپنے استعمال میں لانا ہمارے سائنس دانوں کا کام ہے۔

عسکری قوت کا انتظام

معاشی استحکام کے لئے عسکری قوت کا استحکام بھی ازبس ضروری ہے۔ مسلمانوں کا عسکری لحاظ سے قوی ہونا دینی فریضہ میں شامل ہے اللہ کا ارشاد ہے۔

واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله و عدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم۔

پاکستان کے بعض نام نہاد دانشور دن رات پاکستان کی معاشی بدحالی کا تذکرہ کرتے ہوئے نہیں تھکتے۔ ان

کا سارا زور اس بات پر صرف ہوتا ہے۔ عسکری قوتوں پر خرچ کیا جانے والا روپیہ اگر دوسری مدات پر خرچ کیا جائے تو معاشی بدحالی ختم ہو سکتی ہے اور پاکستان خوشحال ملک بن سکتا ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ عسکری طور پر مستحکم اقوام ہی دنیا میں زندہ رہتی ہیں اہل دنیا ایسی اقوام سے زندگی کا حق چھین لیا کرتی ہیں جن کے دست و بازو کمزور ہوں یہی وجہ ہے کہ ماضی میں غیر مسلم قوتیں پاکستان کو ایسے ہر اقدام سے روکتی رہیں جس کی بنا پر پاکستان ایٹمی صلاحیت حاصل کر سکے۔ کیونکہ کمزور شکار کو دبوچنا انتہائی آسان کام ہوتا ہے۔ ایک کمزور اور مردہ ہاتھی پر چیونٹیاں بھی چڑھ دوڑتی ہیں جبکہ طاقتور مرغی اپنے تمام بچوں کو چیل کے حملہ سے بچانے میں کامیاب ٹھہرتی ہے۔

آئی ایم ایف کا قرض:

یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ آئی ایم ایف ہماری منصوبہ بندی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اس کی جکڑ بندیوں سے خلاصی حاصل کرنے کے لئے ہمارے لئے اللہ کے رب الکائنات ہونے کا یقین پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔ صرف یقین ہی نہیں بلکہ اس بات پر ایمان پختہ کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے۔

اب یقینی تربیت کرنے اور پالنے والا' وہی رازق ہے اسی یقین کو پختہ کرنے کے لئے ہر نماز کے ہر رکعت میں مسلمان سے کہلایا جاتا ہے۔ الحمدلله رب العالمين حالانکہ عربی قاعدہ کے مطابق جملہ الحمدللہ تک بھی مکمل تھا لیکن رب العالمین کا لاحقہ ساتھ شامل کر کے باور کرا دیا گیا کہ صرف وہ ہی پالنہار ہے۔

اس یقین کی پختگی سے ہم آئی ایم ایف کی بندگی سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

دوسرے درجے میں ہمیں سود سے پاک اور سودی آلائشوں سے منزہ معاشی منصوبہ بندی کرنا ہوگی۔ یہ عمل داخلی اور خارجی دونوں سطح پر ضروری ہے۔ زبان سے سودی معیشت کو برا کہنا اور دل میں یہ خیال جمائے رکھنا کہ دور حاضر میں سودی معیشت کے بغیر گزارہ نہیں۔ کمزوری ایمان بھی ہے اور علامت نفاق بھی۔ اس سے پوری قوم کو نکلنا ہوگا اور بنکنگ نظام کے لئے غیر سودی راستے تلاش کرنا ہوں گے۔ مرحوم صدر ضیاء الحق کے دور میں نفع نقصان کی بنیاد پر کھاتہ داری کا نظام رائج کیا گیا تھا وہ بڑی حد تک غیر سودی بنکاری کی طرف مثبت پیش رفت تھی لیکن مرحوم صدر کی شہادت کے بعد اسی سوچ کا غلبہ ہو گیا اور نفع نقصان کی بنیاد پر بنکاری کا نظریہ اور جذبہ دم توڑ گیا۔

خارجی سطح پر وہ تمام قرضے جو ہم نے عالمی اداروں سے لئے ہیں ان کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

مفتی محمد شفیعؒ نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے کہ فتح مکہ کے بعد جب اسلامی حکومت پوری آب و تاب کے ساتھ قائم ہو گئی تو سود کے حوالے سے ایک واقعہ پیش آیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ مکہ میں بنی ثقیف اور بنی مخزوم دو قبائل تھے۔ ان دونوں کا آپس میں سودی لین دین تھا۔ بنوثقیف کے لوگوں کا کچھ سودی قرضہ بنی مخزوم کی طرف

واجب الادا تھا بنو مخزوم مسلمان ہو چکے تھے لیکن بنو ثقیف نے اسلام قبول نہ کیا تھا اس لئے انہوں نے اپنا مطالبہ جاری رکھا۔ بنی مخزوم کے لوگوں نے کہا کہ اسلام میں سود کا لین دین حرام ہے لہذا ہم مسلمان ہونے کی سبب سود کی واجب الادا رقم واپس نہیں کریں گے۔ کیونکہ یہ عمل اللہ کے حکم کی نافرمانی میں داخل ہے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مکہ کے امیر حضرت معاذؓ تھے۔ انہوں نے یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بغرض دریافت حکم لکھ بھیجا۔ جس کے جواب میں آپ نے فیصلہ صادر فرمایا کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد سود کے تمام سابقہ معاملات ختم کردیئے جائیں پچھلا سود وصول نہ کیا جائے صرف راس المال ہی وصول کیا جائے۔

اس واقعہ اور اس فیصلہ کو بنیاد پر ہم آئی ایم ایف کا اصل زر واپس کرنے کے پابند ہیں۔ جبکہ اصل زر پر فاضل سودی رقوم کا ادا کرنا شرعی طور پر ہمارے لئے ناجائز ہوگا۔ لیکن یہ اقدام ایسے لوگ ہی کر سکتے ہیں جو صاحب ایمان بھی ہوں اور صاحب استقامت بھی۔ جن لوگوں کا شروع ہی بدنظریہ ہو کر دور حاضر میں سود کے بغیر معیشت چل ہی نہیں سکتی ان سے اس کی توقع رکھنا عبث ہے۔ اس کی بین الاقوامی سطح پر صورت حال یہ ہے کہ 1988ء میں پاکستان پر آئی ایم ایف کا قرضہ دس بلین تھا جبکہ اب 2000ء میں یہ قرضہ سود در سود کی صورت میں اڑتیس بلین ہو چکا ہے جبکہ ہم چالیس بلین واپس بھی کر چکے ہیں۔

سیاسی عدم استحکام

سیاسی عدم استحکام پاکستان کا بڑا اہم مسئلہ ہے جو براہ راست معاشی حالات پر اثر انداز ہوتا ہے یہ بات محتاج وضاحت نہیں کہ سیاسی استحکام کی وجہ سے ہر شعبہ ترقی کی طرف گامزن رہتا ہے۔ جبکہ سیاسی عدم استحکام کے اثرات ملک کے تمام شعبوں پر پڑتے ہیں لیکن اس عدم استحکام کی وجہ سے سب سے زیادہ خرابی معیشت پر پڑتی ہے۔ اور پھر معیشت کی خرابی سے تمام شعبے متاثر ہوتے ہیں۔ پاکستان میں سیاسی عدم استحکام مستقل نوعیت اختیار کر چکا ہے۔ پچاس برسوں میں چار مرتبہ مارشل لاء نافذ ہوا۔ حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے تو ہر مارشل لاء کا نفاذ مغربی طرز جمہوریت کی ناکامی کے سبب ہی عمل میں آیا ہے۔ اسلامی نظام سیاست خلافت اور شورائیت پر مبنی ہے۔ شوریٰ کے ارکان اسلامی تقاضوں کا مطابق اصحاب الرائے صرف اور صرف صائب الرائے لوگ ہوتے ہیں۔ ہر کہ ومہ کو مشورے کا حق حاصل نہیں جبکہ مغربی جمہوریت میں عالم اور جاہل کو ایک ہی لائن میں کھڑا کیا جاتا ہے اور ہر ایک کی رائے کا وزن بھی برابر شمار کیا جاتا ہے جبکہ قرآن حکیم کا واضح فرمان ہے۔

هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون "کیا جاننے والے علم رکھنے والے جاہلوں کے برابر ہو سکتے ہیں۔'' مراد یہ کہ عالم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ اسلامی معاشرے میں اہل علم ہی کو فوقیت حاصل ہے۔

اس لحاظ سے مغربی طرز جمہوریت ہمارے سیاسی مسائل ہیں سب سے بڑا مسئلہ ہے جو معاشی خرابیوں کی

بنیاد بنتا ہے لیکن اس احساس و شعور کے باوجود ہم اس غیر اسلامی طرز حکومت یعنی جمہوریت کی ایک بت کی مانند پرستش کرتے چلے آرہے ہیں۔ ہمارے ہاں بعض اسلام کی دعوے دار جماعتیں تو ایسی بھی ہیں جنہوں نے اسلامی جمہوریت کی اصطلاح گھڑ کر خود فریبی میں مبتلا ہیں اور یہ تصور کیے بیٹھی ہیں کہ ہم نے جمہوریت کے ساتھ اسلام کا لاحقہ لگا کر مغربی جمہوریت کو مشرف بہ اسلام کرلیا ہے۔ اسلامی جمہوریت کی اصطلاح سرے سے غلط ہے جس طرح سور یا خنزیر کے ساتھ اسلام کا لفظ لگانے سے سود حلال نہیں ہو جاتا اسی طرح جمہوریت کے ساتھ بھی اسلام کا لاحقہ مغربی جمہوریت کو اسلامی رنگ نہیں دے سکتا۔

ہمیں اس خود فریبی سے نکل کر اسلامی نظام سیاست کی درست سمت تلاش کرنا ہوگی۔ جس کے تحت صحیح متقی لوگ ہی امامت و سیادت کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

پاکستان کا ازلی دشمن بھارت ہے جس نے نصف صدی سے زائد گزر جانے کے باوجود پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا اس کی ہر کوشش پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کیلئے وقف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل بھروسہ رکھنے کے باوجود ہمیں معروضی حالات کا لحاظ رکھتے ہوئے منصوبہ کرنا بھی اللہ ہی کا حکم ہے۔ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

برتوکل زانوئے اشتر ببند

ہندوستان اور پاکستان کی دفاعی تناسب حسب ذیل ہے

سال	پاکستان کا دفاعی بجٹ	بھارت کا دفاعی بجٹ
1996	3.08 بلین ڈالر	8.04 بلین ڈالر
1997	3.03 بلین ڈالر	12.08 بلین ڈالر
1998	3.02 بلین ڈالر	14.01 بلین ڈالر
1999	2.07 بلین ڈالر	17.08 بلین ڈالر

اس تناظر میں دیکھا جائے تو ہندوستان اپنے دفاعی بجٹ میں مسلسل اضافہ کر رہا ہے جبکہ پاکستان کے دفاعی بجٹ میں مسلسل کمی ہو رہی ہے۔ 1999ء کے اعداد و شمار کے مطابق ہندوستان کا دفاعی بجٹ پاکستان سے 15 بلین ڈالر زیادہ ہے۔[۱۲]

یہاں ہمیں عسکری امور کے ماہرین کے آراء کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے ذیل میں ہم ایک عسکری ماہر ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل جاوید ناصر کی رائے درج کر رہے ہیں جو حالات کی نزاکت کو سمجھنے میں ممد و معاون بن سکتی ہے۔

''تینوں مسلح افواج کے شعبوں میں بھارت کو ہم پر عددی اور معیاری برتری حاصل ہے سب سے زیادہ فرق فضائیہ کے شعبے میں نظر آتا ہے۔ بھارت نے روس سے 30-54 قسم کے طیارے خریدے ہیں ان کے ریڈار اور ہتھیاروں کے نظام نے پی اے ایف کی اس برتری کو گہنا دیا ہے جو اسے ماضی میں حاصل تھی۔ پاکستانی بحریہ کی حالت

اس سے بھی زیادہ خراب ہے ایک طرف تو روس بھارت کو اواکس طیارے عاریتاً دینے پر آمادہ ہے اور یہ بھی چاہتا ہے کہ بھارت اس سے ایٹمی آبدوزیں بھی لے لے۔ اس نے مگ 29 قسم کے طیارے بھی بھارت کو دیئے ہیں جبکہ امریکہ نے ہمارے F-16 طیاروں کے لئے فاضل پرزے دینے سے انکار کر دیا ہے۔ بلکہ دوسرے ملک بھی پاکستان کو اگر مزید سامان دینا چاہتے ہوں تو امریکہ انکی طرف سے کئے گئے معاہدے منسوخ کرا دیتا ہے۔ ان پاکستان مخالف اور بھارت نواز اقدامات نے روایتی فوج کے شعبے میں اتنا فرق پیدا کر دیا ہے کہ بھارتی ہماری فوجی کمزوری سے فائدہ اٹھائے بغیر رہ نہیں سکتے۔ پاکستان کی مسلسل غیر مستحکم سیاسی فضاء اور اقتصادی بدحالی نے فوجی توازن مزید بگاڑ دیا ہے۔[۱۳]

اکیسویں صدی میں پاکستان کو درپیش یہ وہ چیلنجز ہیں جن کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیں منصوبہ بندی کی ضرورت ہے اگر ہم نے ان مذکورہ مبارزات کو سامنے رکھ کر درست پیش بندی نہ کی تو خطرہ ہے کہ ہمارا دشمن بھارت ہماری کمزوریوں سے فائدہ اٹھائے اور مسلمانوں کے ازلی دشمن یہود، امریکہ، برطانیہ اسلام کی بڑھتی ہوئی قوت کے سامنے خم ٹھونک کر کھڑے ہوں۔

حوالہ جات

۱۔ Muhammad Waseem, Politics in Pakistan

۲۔ Economic Survey 1996-97 P xviii

۳۔ " " " " P. 23

۴۔ Report of Prime Minister Task Force on Agriculture P.2

۵۔ Economic Survey 1996-97 P.49

۶۔ Govt. of Pakistan Minister of Water and Power Irrigation System of Pakistan

۷۔ M.Afzal Farming in Pakistan P. 56

۸۔ M.Shfi Nazir Crop Production P.58

۹۔ Razul Haq Star Pakistan Studies P.223

۱۰۔ Economic Survey 1996-97 P xvi

۱۱۔ معارف القرآن جلد اص ۶۵۴

۱۲۔ روزنامہ نوائے وقت ۲۹ اگست ۲۰۰۰ء

۱۳۔ " " " "